عہد نبوی کا تاریخی جائزہ

(۶)

از جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب پروفیسر عربی دہلی یونیورسٹی

بدر کی فتح اور قینقاع کے اخراج سے رسول اللہؐ کی دھاک میں نمایاں اضافہ ہوگیا۔ نبوت کے ساتھ وہ فاتح بھی ہوگئے، بدر و قینقاع .... کی غنیمت کے خمس اور قریشی قیدیوں کی زرِ خلاصی سے ان کی مالی پریشانیاں کافی حد تک کم ہوگئیں، ہتیار، گھوڑے، اونٹ اور زر وسیم حاصل کرکے اپنے مخالفوں کو سرنگوں کرنے کے لئے ان کے ہاتھ نسبتۃً مضبوط ہوگئے۔ حجاز کے سب سے طاقتور قبیلے قریش کی بدر میں شکست سے رسول اللہؐ کی دھاک اتنی بڑھ گئی کہ اوس وخزرج کے دل میں اُن کی نبوت کا نقش گہرا ہوگیا، جن انصاریوں نے بدر میں شرکت کرکے مال غنیمت کے حصے پائے تھے، ان کی وفاداری رسول اللہؐ کے ساتھ گاڑھی ہوگئی اور ان کی خوشنودی حاصل کرکے ان کا مقرب بننے کا جذبہ ان کے دلوں میں زیادہ راسخ ہوگیا، نمائشی مسلمان اکابر کی نظر میں رسول اللہؐ کی بات میں پہلے سے زیادہ وزن پیدا ہوگیا، وہ طبقہ جو رسول اللہؐ کو نبی ماننے سے منحرف تھا نرم پڑگیا اور ان کی نبوت تسلیم کرنے کے لئے خود کو آمادہ کرنے لگا۔ بدر کے بعد مدینہ میں قتل کی پے در پے تین وارداتیں رسول اللہؐ کی بڑھی ہوئی دھاک ہی کی مرہون تھیں، دو مقتول اوسی تھے، ان میں سے ایک عورت تھی عصماء نامی، اس کا تعلق اوس کے غیر مسلم خاندان امیہ بن[1] زید سے تھا، دوسرے

---

[1] ابن سعد ۲/۲۷

اوس کا نام ابو عفک تھا، تیسرا مقتول یہودی قبیلۂ نضیر کا مالدار کعب بن اشرف تھا، یہ تینوں شعر گو تھے، عصماء اور ابو عفک اشعار میں ایک اجنبی کو نبی اور لیڈر ماننے اور اس کی بے چون وچرا اطاعت پر اوس وخزرج کو غیرت دلایا کرتے تھے، کعب بن اشرف بدر کے بعد مکہ گیا، بدر کے مقتول قریشی اکابر کا مرثیہ کہا، ان کے اقارب کی تعزیت کی اور ان کا انتقام لینے کے لئے قریش کو بھڑکایا۔ ایک انصاری عرب رات کی تاریکی میں مسلح ہو کر عصماء کے گھر جا پہنچا جب وہ سوئی ہوئی تھی اور اس کا بچہ اس کے سینے سے چمٹا دودھ پی رہا تھا، اس نے عصماء کے سینے میں تلوار پیوست کر کے پیٹھ سے نکال دی، دوسرے انصاری نے رات میں سوتے ہوئے ابو عفک کو اسی ڈھنگ سے ہلاک کر دیا، پہلے دو مقتولوں کی طرح کعب کو ٹھکانے لگانے کی تحریک بھی رسول اللہؐ کی طرف سے ہوئی[۱]۔ قبیلۂ اوس کے تین جوشیلے جوان ــــ ابونائلہ سلکان، محمد بن مسلمہ اور عباد بن بشر جو رسول اللہؐ کا تقرب حاصل کرنے کے آرزومند تھے کعب کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو گئے، انھوں نے کہا: رسول اللہؐ، قتل کے منصوبے میں کامیاب ہونے کے لئے جھوٹ بولنا ہوگا۔ رسول اللہؐ: جو چاہے کہدینا، تمھیں اس کی اجازت ہے۔ قولوا ما بدا لکم فانتم فی حل من ذلک[۲]۔ ابونائلہ اور محمد، کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے، تینوں نے ایک عورت کا دودھ پیا تھا، کعب کی طرح ابونائلہ بھی شعر کہتا تھا اور دونوں کے تعلقات دوستانہ تھے۔ کعب بن اشرف بنو نضیر کی بستی میں جو مدینہ کے باہر تھی، ایک گڑھی میں رہتا تھا، ابونائلہ کعب کے گھر جا کر اس سے ملے اور بولے: محمدؐ کے آنے سے ہم پر بڑی مصیبت آپڑی ہے، سارے عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور مدینہ آنے جانے والے راستوں پر رہزنی کرنے لگے ہیں، ہم تجارت کے لئے شہر سے باہر نہیں جا سکتے، ہماری مالی حالت خراب ہو گئی ہے، کھانے تک کے لئے کچھ نہیں، بال بچے بھوکے مر رہے

۱؎ ابن ہشام ص ۹۹۵، ۹۹۶، ۵۵۰، مغازی ص ۱۸۶، ابن سعد ۲/۳۲

۲؎ ابن ہشام ص ۵۵۱، طبری ۲/۴، مغازی ص ۱۸۷

ہیں، ہم محمدؐ سے چھٹکارا پانا چاہتے ہیں، میرے ہم خیال اور لوگ بھی ہیں، وہ اور میں تم سے غلہ اور کھجور خریدنا چاہتے ہیں، ہمارے پاس پیسہ تو ہے نہیں زرہیں ہیں، وہ گروی رکھدیں گے۔[1] کعب اس کے لئے تیار ہوگیا۔ لین دین کے لئے دن اور وقت مقرر کرکے ابونائلہ گھر چلے گئے۔ حسب قرارداد ایک رات کو ابونائلہ، محمد بن مسلمہ اور عباد بن بشر زرہیں پہن کر اور تلواریں چھپا کر کعب کے گھر آئے، ابونائلہ نے کعب کو آواز دی، کعب اپنی بیوی کے پاس تھا، اس کی حال میں شادی ہوئی تھی، ابونائلہ کی آواز سن کر وہ جلد جلد بستر سے اٹھا اور جانے لگا، بیوی نے اس کی چادر پکڑلی اور کہا: مسلمانوں کی یہودیوں سے لڑائی ہے، ان کے پاس رات میں تن تنہا نہیں جانے دوں گی۔ کعب نے چادر جھٹکی اور یہ کہکر آگے بڑھ گیا: ابونائلہ میرا بھائی ہے، اس سے مجھے کوئی اندیشہ نہیں۔ کعب نے تینوں کی آؤ بھگت کی اور بٹھایا۔ تھوڑی دیر بعد نوواردوں نے کعب سے کہا چلو ٹہل کر چاندنی رات کا لطف اٹھائیں، کعب ان کے ساتھ ہوگیا، بستی سے کافی دور نکل کر تلواریں سونت کر تینوں کعب پر ٹوٹ پڑے، گھبراہٹ میں تلواریں ایک دوسرے سے ٹکرانے لگیں، کعب کے کوئی ضرب نہیں لگی، وہ اپنے بچاؤ کے لئے ابونائلہ سے چمٹ گیا، ابونائلہ کے ساتھیوں کے لئے تلوار چلانے کی آزادی باقی نہیں رہی، محمد بن مسلمہ کے پاس ایک خنجر بھی تھا، انھوں نے اسے کعب کی ناف میں اتار دیا، اس کی آنتیں کٹ گئیں اور وہ چیختا ہوا زمین پر گر پڑا، حملہ آور اس کا سر اُتار کر رسول اللہؐ کے پاس لے گئے، وہ محظوظ ہوئے۔ نماز فجر کے بعد کعب کے سر کا مظاہرہ کرایا گیا۔ رسول اللہؐ نے نمازیوں سے کہا: جو بڑا یہودی تمھارے ہاتھ آجائے اسے قتل کردو۔ من ظفرتم من رجال یہود فاقتلوہ[2]۔

جنگِ اُحد

بدر کے بعد رسول اللہؐ کی اکابر قریش سے دوسری بڑی لڑائی بارہ تیرہ ماہ بعد اُحد میں

---

[1] مغازی ص۱۸۷ [2] ابن سعد ۲/۳۳، مغازی ص۱۹۱

ہوئی، اس اثناء میں ایک ایک دو دو ماہ کے وقفہ سے ان کے فوجی اقدامات ہوتے رہے جن میں سے بنو قینقاع کے محاصرہ اور اخراج کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ رسول اللہؐ نے تین مہیں مدینہ کے شمال مغرب اور شمال کے دو طاقتور قبیلوں سُلیم اور غطفان کے خلاف بھیجیں جن کے اکابر نے رسول اللہؐ کی نبوت وقیادت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور جو مدینہ کے خلاف معاندانہ حرکتیں کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے، ان میں سے ایک مہم میں رسول اللہؐ کے دو سو سواروں کو پانچ سو اونٹ غنیمت میں ملے۔ ایک مہم انھوں نے قریش کی اس فوج کا تعاقب کرنے بھیجی جو ان کے فوجی منصوبوں اور تیاریوں کا حال دریافت کرنے مدینہ کے آس پاس آپہنچی تھی، ایک اور مہم کا مقصد قریش کا تجارتی قافلہ پکڑنا تھا جو نجد کے راستے سے بڑی مقدار میں سامانِ تجارت اور خام چاندی لے کر عراق کی طرف جا رہا تھا، یہ مہم کامیاب ہوئی اور قریشی قافلہ کی ساری دولت رسول اللہ کے سو سواروں نے چھین لی، ہر سوار کے حصہ میں ڈھائی ہزار روپے آئے اور رسول اللہؐ کو خمس کی مد میں دس ہزار روپے ملے[۱]۔

بدر کے قریشی اکابر برابر رسول اللہؐ کے حالات کی ٹوہ لیتے رہے، انھوں نے دیکھا کہ رسول اللہؐ کی فوجی طاقت اور مدینہ نیز مدینہ کے باہر اُن کی جارحانہ سرگرمی بڑھتی جا رہی ہے، رسول اللہؐ کے سپاہی شام جانے والی شاہراہ پر ہر وقت منڈلاتے رہتے ہیں اور شاہراہ پر آباد قبیلوں کے رئیسوں سے انھیں مال غنیمت میں حصے دار بنا کر قریشی قافلوں پر چھاپے مارنے کے لئے معاہدے کر لئے ہیں جن کے نتیجہ میں ان کی شامی تجارت جو ان کی آمدنی کا سرچشمہ تھی، بالکل بند ہو گئی ہے۔ اپنے رزق کی یہ شہ رگ کٹ جانے کے بعد قریشی اکابر نے بدر کے نویں ماہ ایک تجارتی قافلہ نجد کے راستہ سے بھیجا، اس میں سامان کے علاوہ بڑی مقدار میں خام چاندی بھی تھی، رسول اللہؐ کو اس کی خبر ہو گئی، انھوں نے بلا تاخیر سو آدمیوں کا ایک دستہ قافلہ لوٹنے کے لئے روانہ کیا، دستہ نے نجد کے مقام قردہ میں قافلہ جا پکڑا، قافلہ کے

---

[۱] ابن سعد ۲/۲۳، مغازی ص ۱۹۷

محافظ اور دہ قریشی تاجر جن کا اس میں مال تھا، بھاگ گئے۔ قافلہ کی دولت کے پانچ حصوں میں سے چار فوجی دستے کے سو آدمیوں میں ڈھائی ہزار روپے فی کس کے حساب سے تقسیم ہو گئے۔ پانچواں حصہ دس ہزار روپے کی مالیت کا بطور خمس رسول اللہؐ کو دے دیا گیا۔ یوں تو قریشی اکابر نے جنگ بدر کے بعد ہی سے اپنے دو درجن اکابر کی موت کا بدلہ لینے، مکہ کے آس پاس اور حجاز کے قبیلوں میں اپنی ساکھ قائم کرنے اور اپنی تجارت کی بقا کے لئے رسول اللہؐ کا استیصال کرنے کے قصد سے ایک دوسری جنگ کی تیاری شروع کر دی تھی لیکن قردہ میں ان کے قافلہ پر رسول اللہؐ کی حالیہ ترکتاز نے ان کی جنگی تیاریوں کی رفتار تیز کر دی، پڑوسی قبیلوں کا تعاون حاصل کر کے قردہ کے دو تین ماہ بعد انھوں نے دو سو گھوڑے تین ہزار اونٹ اور اتنی ہی فوج لیکر مدینہ پر چڑھائی کر دی، اس بڑی فوج اور اس کے ساز و سامان کا رسول اللہؐ کو علم ہوا تو انھوں نے مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا کہ کس طرح ان کا مقابلہ کیا جائے، مہاجرین، بیشتر انصار اور سنائشی مسلمانوں کی رائے تھی کہ چونکہ ان کے پاس گھوڑے نہیں ہیں جنھیں سست رفتار اونٹ کے مقابلے میں اپنی پھرتی اور تیز گامی کے باعث میدان جنگ میں فیصلہ کن اہمیت حاصل تھی اور ہتھیار بھی کم ہیں اس لئے ضروری ہے کہ کھلے میدان میں لڑنے کی بجائے اپنے شہر میں دشمن سے نبرد آزما ہوں، عورتوں اور بچوں کو گڑھیوں میں بھیجدیں، مکانوں کی چھتوں پر پتھر جمع کر لیں، گلیوں اور سڑکوں پر مورچے بنالیں، ڈھب کی جگہوں پر تیر انداز کھڑے کر دیں۔ اس موقع پر عبداللہ بن اُبَیّ بن سَلول نے کہا کہ میرا اور میرے آبا و اجداد کا تجربہ ہے کہ جب بھی دشمن سے شہر کے باہر جنگ کی گئی ہے مدینہ والے ہارے ہیں اور جب شہر کے اندر مقابلہ کیا گیا ہے تو ہمیشہ جیتے ہیں[1]۔ رسول اللہؐ نے یہ رائے پسند کی لیکن اُوس و خزرج کے نوجوان، جوشیلے اور ابھرنے کے آرزومند تیسرے درجہ کے لیڈروں کا مطالبہ تھا کہ مدینہ کے باہر جا کر جنگ کی جائے، ان کی رائے تھی کہ شہر میں لڑنے سے ان کی کمزوری ظاہر ہو گی، دشمن سمجھے گا کہ اس سے ڈر کر انھیں باہر نکلنے کی جرأت نہیں ہوئی اور اس طرح پڑوس

---

[1] مغازی ص ۲۱۱

کے عرب قبیلوں میں ان کی ساکھ خراب ہوجائے گی، انھوں نے رسول اللہ ؐ کو اطمینان دلایا کہ ہمارے دلوں میں آپ کی وفاداری کا جذبہ اتنا مضبوط ہے اور ہمارے حوصلے اتنے بلند ہیں کہ دشمن کے رسالے اور بہتر ہتیار ہمیں زیر نہیں کرسکتے۔ مہاجرین و انصار کے پختہ کار اور نمائشی مسلمان اکابر کی سنجیدگی سے دی ہوئی پُر احتیاط رائے کے مقابلے میں اوس و خزرج کے جوان لیڈروں نے ایسا جوش و خروش دکھایا کہ رسول اللہ بہت متاثر ہوئے، ان کی رائے بدل گئی اور انھوں نے مدینہ سے باہر لڑنے کا فیصلہ کرلیا۔ مہاجرین و انصار اور نمائشی مسلمانوں نے یہ دیکھ کر کہ رسول اللہ نے ان کی سوچی سمجھی رائے پر عمل نہیں کیا، باہر جاکر لڑنے سے جی چرانے لگے۔ مغازی واقدی: وکرہ المخرج کثیر من اصحاب النبی[۱] رسول اللہ ؐ کے بہت سے ساتھیوں کو مدینہ سے باہر جاکر لڑنا ناپسند تھا۔ اندریں حالات رسول اللہ کی فوج کی تعداد سات سو آدمیوں سے زیادہ نہ ہوسکی، ان میں دو سو سے اوپر وہ انصاری جوان بھی شامل تھے جو جنگ بدر میں شریک ہوچکے تھے۔

قریش نے اپنی فوج مدینہ کے شمال میں اُحد پہاڑی کے قریب ایک ایسی جگہ اتاری جہاں انصار کے کھیتوں کی شکل میں ان کے دو سو گھوڑوں اور تین ہزار اونٹوں کے لئے چارہ مہیا تھا۔ رسول اللہ اپنے سات سو سپاہیوں کے ساتھ مدینہ کے باہر پہنچے تو نمائشی مسلمانوں کے لیڈر عبداللہ بن اُبی بن سلول تین سو متبعین کے مسلح دستے لیکر آگیا اور رسول اللہ ؐ کی فوج کے ساتھ اس جگہ تک گیا جہاں اُحد پہاڑی کی اوٹ میں انھوں نے دشمن سے لڑنے کے لئے اپنا کیمپ بنایا۔ جب صبح ہوئی اور دونوں طرف سے صفیں مرتب ہونے لگیں تو عبداللہ نے قریش کے رسالے، ہتیار، سات سو زرہ پوش اور تین ہزار سپاہی دیکھکر محسوس کیا کہ مسلمانوں کے لئے جیتنا مشکل ہے، وہ اپنے تین سو آدمیوں کو یہ کہتا ہوا واپس لے گیا کہ محمد ؐ نے میری بات نہیں مانی اور خام کار جوانوں کے کہنے میں آکر ایک ایسے دشمن سے لڑنے شہر سے باہر آگئے جس سے عہدہ برآ ہونا اُن کے بس سے باہر ہے[۲]۔

۱؎ صـ۲۱۲ مغازی

۲؎ انساب الاشراف ۱/۳۱۵، مغازی صـ۲۱۸، ابن سعد ۲/۳۹

مسلمانوں کی پشت اُحد پہاڑی کی طرف اور منہ مدینہ کی جانب تھا، احد سے متصل بائیں طرف عینین نامی ایک دوسری پہاڑی تھی، اس پر رسول اللہؐ نے پچاس تیرانداز بٹھا دئے اور انھیں تاکید کر دی کہ پہاڑی پر ڈٹے رہیں اور کسی حال میں چھوڑ کر نہ جائیں، دشمن کے رسالوں پر تیراندازی کرتے رہیں تاکہ اس کے گھوڑے بدکیں اور مسلمانوں کے کیمپ کی طرف نہ جا سکیں، انھیں حکم تھا کہ اگر دشمن کا دباؤ بڑھے یا رسول اللہؐ اور مسلمان قتل کئے جا رہے ہوں تب بھی وہ مدد کے ارادہ سے اپنی جگہ نہ چھوڑیں[1]۔ قریش کی فوج میں ابو عامر راہب اوسی بھی اپنے پچاس ہم قوموں کے ساتھ موجود تھا، وہ ہجرت کے بعد رسول اللہؐ سے مذہبی سوالات اور مباحثہ کیا کرتا تھا، ان کے جوابات اسے مطمئن نہیں کرتے تھے، وہ ان کی بے چون وچرا اطاعت کے لئے تیار نہیں ہوا اور پچاس اوسی ہمخیالوں کے ساتھ مدینہ چھوڑ کر مکہ چلا گیا۔ جنگ کی ابتدا ابو عامر اور اس کے ساتھیوں نے رسول اللہؐ کی فوج پر پتھراؤ کر کے کی، اس کے بعد شخصی مقابلے ہوئے، پھر فریقین کی صفوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا، مسلمانوں کے دباؤ سے قریشی فوج کی ترتیب بگڑ گئی، ایک بار پھر دونوں طرف کے ممتاز لوگ شخصی مقابلوں کے لئے نکلے، قریش کے سات علمبردار جو ان کے اکابر تھے، ایک ایک کر کے شخصی مقابلوں میں مارے گئے تو قریشی پیادہ فوج پر ہراس طاری ہو گیا اور اس کے پیر اکھڑ گئے، مسلمان پیچھے سے ان پر حملہ کرتے انھیں ان کے کیمپ سے دور کھدیڑتے چلے گئے پھر وہ دشمن کا کیمپ لوٹنے میں مشغول ہو گئے، دشمن کے رسالوں کو عینین کے تیرانداز تیر باری کر کے رسول اللہؐ کے کیمپ کی طرف جانے سے روکے ہوئے تھے، انھوں نے دیکھا کہ دشمن کا کیمپ لٹ رہا ہے تو ان میں سے چالیس سے زیادہ آدمی رسول اللہؐ اور اپنے کمانڈر کے حکم کی خلاف ورزی کر کے لوٹ مار میں شرکت کے لئے دشمن کے کیمپ کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے، پہاڑی پر مع کمانڈر آٹھ تیرانداز رہ گئے۔ خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل قریشی میمنے اور میسرے کے قائد تھے، موقع

---

[1] ابن سعد ۲/۴۰

پاکر وہ گھوڑ سوار فوج کے ساتھ عینین پر چڑھ گئے اور باقی تیراندازوں کو قتل کر دیا۔ قریشی فوج پسپا ہونے کے بعد واپس آگئی اور رسالوں کے ساتھ مسلمان فوج پر ٹوٹ پڑی جو مال غنیمت سمیٹنے میں مشغول تھی، مسلمانوں کے ہاتھ پیر پھول گئے، وہ سامان چھوڑ کر بدحواس ہر طرف بھاگنے لگے، گھبراہٹ میں دوست دشمن کی تمیز باقی نہیں رہی، مسلمان مسلمان کو قتل کرنے لگے، قرشی رسالوں نے ان کا پیچھا کر کے کئی درجن آدمی مار ڈالے، بہت سے زخمی ہوئے اور بہت سے مدینہ بھاگ گئے اور ایک خاصی بڑی تعداد اُحد کی پہاڑی پر چڑھ گئی، رسول اللہؐ انھیں بآواز بلند پکارتے لیکن وہ دھیان نہ دیتے۔ بھاگنے والے زیادہ تر انصار کے وہ جوان، جوشیلے اور ابھرنے کے آرزومند لوگ تھے جنھوں نے رسول اللہؐ کو جذبات کی رو میں اپنی جانبازی اور جانسپاری کا اطمینان دلا کر انھیں شہر سے باہر لڑنے پر مجبور کیا تھا[1]۔ مسلمانوں کی بھگدڑ سے فائدہ اٹھا کر ایک قریشی ٹولی نے رسول اللہؐ کو گھیر لیا، ......

...... رسول اللہؐ دو زرہیں پہنے تھے اور سر پر اسٹیل کا خود تھا، ان کے پاس دو ڈھائی درجن اور بقول بعض آٹھ یا نو یا چودہ مقرب رہ گئے باقی سب حتیٰ کہ ان کے خسر عمر فاروق اور داماد عثمان غنی تک فرار ہو گئے، رسول اللہؐ اور ان کے ساتھی بہادری سے لڑے، ایک حملہ آور کو رسول اللہؐ نے اس بری طرح زخمی کیا کہ وہ بعد میں مر گیا، ایک حملہ آور چیخ چیخ کر کہنے لگا: محمدؐ مارے گئے، محمدؐ مارے گئے، یہ نعرہ سن کر ان مسلمانوں کے حوصلے بالکل پست ہو گئے جو میدان جنگ میں ڈٹے ہوئے تھے، وہ بھی میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے، ایک دوسرے حملہ آور نے رسول اللہؐ کے سر پر پتھر مارا جس سے ان کا خود ٹوٹ گیا، اُن کے متھے، چہرے اور ناک سے خون جاری ہو گیا، ایک دانت ٹوٹ گیا، خود کے دو حلقے ان کے گلے میں دھنس گئے، ان کے سیدھے کندھے میں سخت چوٹ آئی، گھٹنے چھل گئے اور وہ گڑھے میں گر کر بیہوش ہو گئے، ایک مقرب نے انھیں اٹھا کر محفوظ جگہ پہنچایا۔

---

[1] مغازی ص ۳۱۲

لڑائی میں ستّر سے زیادہ انصاری ہلاک ہوئے، مہاجر صرف چار، قریش کے کل تیئیس[۲۳] آدمی مارے گئے۔ بدر میں مہاجر مقتولوں کی تعداد چھ تھی اور انصار کی آٹھ۔ اُحد کی فتح سے قریش کے تین مقصدوں میں سے صرف دو پورے ہوئے۔ انھوں نے بدر میں اپنے مقتولین کا انتقام لے لیا، بدر کی شکست سے عربوں کی نظر میں اُن کا گرا ہوا وقار پھر اونچا ہو گیا لیکن وہ رسول اللہؐ کو قتل کر کے اپنے تجارتی قافلوں کی سلامتی بحال نہ کر سکے جو اُن کا سب سے بڑا مقصد تھا۔ اُحد میں رسول اللہؐ کی شکست سے مدینہ کے یہودی، نَضیر و قُریظہ، اَوس و خزرج کے نمائشی مسلمان اور شہر سے باہر جنگ و قتال کے مخالف خوش ہوئے، یہودیوں نے کہا: محمدؐ نبی نہیں ہو سکتے، وہ حکومت کے طالب ہیں، کبھی کوئی نبی اس طرح زخمی نہیں ہوا جیسے وہ ہوئے، نہ کبھی کسی نبی کے چیلوں کو ایسی شکست ہوئی اور نہ اتنی بڑی تعداد میں ہلاک و زخمی ہوئے جیسے ان کے چیلے ہوئے[۱]۔ مدینہ سے باہر لڑائی لڑنے کے مخالف انصاریوں اور نمائشی مسلمانوں کے اکابر نے رسول اللہؐ کی جنگی پالسی اور قیادت پر سخت نقد کیا۔ مغازی واقدی۔ رسول اللہؐ اپنے ساتھیوں کی شکست و ہلاکت نیز جسمانی طور پر خود مجروح ہونے کے بعد جب مدینہ واپس ہوئے تو عبداللہ بن اُبَیّ اور منافق ان کی مصیبت سے محظوظ ہوئے اور انھیں خوب برا بھلا کہا۔ ورجع رسول اللہ إلی المدینہ عند نکبۃ قد أصابت أصحابہ واصیب فی نفسہ فجعل ابن اُبَیّ والمنافقون معہ لیشمتون ویُسَرّون بما أصابھم ویُظھرون أقبح القول[۲]۔ نمائشی مسلمانوں کے اکابر نے اس شکست سے فائدہ اٹھا کر اس بات کی بھی کوشش کی کہ اَوس و خزرج کی وفاداری رسول اللہؐ سے مضمحل ہو جائے اور ان کی طرح وہ بھی رسول اللہؐ کی بے چون وچرا اطاعت کرنا چھوڑ دیں انھوں نے انصاری اعیان کو رسول اللہ سے منحرف کرنے کے لئے کہا کہ اگر تمھارے مقتول ہمارے ساتھ رہتے اور اُحد میں لڑنے نہ جاتے تو نہ مارے جاتے نہ گھائل ہوتے۔ اس مقصد میں اکابر

---

[۱] مغازی ص۳۰۹

[۲] 〃 ص۳۰۸

کو کامیابی نہیں ہوئی، رسول اللہؐ نے میدان جنگ سے بھاگنے والوں اور نافرمانی کرنے والوں کے خلاف کوئی تعزیری کارروائی نہیں کی اور وحی کے ذریعہ انھیں معافی دلوادی۔ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم (آل عمران)۔ تم میں سے جو لوگ جنگ کے دن بھاگ کھڑے ہوئے انھیں ان کی بعض بدعنوانیوں کے باعث شیطان نے سیدھے راستہ سے ہٹا دیا تھا، تاہم خدا نے ان کا قصور معاف کر دیا۔ اُحد میں شکست کی ایک اہم وجہ یہ بھی تھی کہ رسول اللہؐ کے پاس گھوڑا فوج کا فقدان تھا، جبکہ قریش کے پاس دو سو گھوڑے تھے، رسول اللہؐ کے پاس صرف دو بتلائے جاتے ہیں۔ اُحد اور آس پاس کا علاقہ پتھریلا تھا، ایسے علاقہ میں گھوڑا فوج کو اپنی پھرتی، تیز رفتاری اور غیر معمولی بل بوتے کے باعث پیادوں اور اونٹ پر غیر معمولی فوقیت حاصل تھی، گھوڑا سوار لمحوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے، دشمن پر جھپٹنے، حسب منشا حملہ کرنے اور اس کے حملہ کو باطل کرنے پر قادر ہوتا تھا جبکہ پیادہ اور اونٹ سوار کو نہ تو پھرتی سے تلوار چلانے کی سہولت حاصل تھی، نہ حسب منشا حملہ کرنے، منہزم دشمن کو لمحوں میں آ کر پکڑنے اور قتل کرنے کی۔ رسول اللہؐ نے دیکھا کہ قریش کے دو سو سواروں نے کس طرح ان کی منہزم فوج کا تعاقب کر کے، پہاڑی کے تیر اندازوں پر باز کی طرح جھپٹ کر، ان کے کیمپ کے گارڈ پر عقابی شان سے ٹوٹ کر ان کے سپاہیوں کو بڑی تعداد میں قتل اور زخمی کر کے جنگ کا نقشہ ایسا بدلا کہ ان کی فتح شکست میں تبدیل ہو گئی۔ رسول اللہ کی نظر میں گھوڑا فوج کی اہمیت بہت بڑھ گئی اور وہ اسے جنگی کامیابی کے لئے فیصلہ کن سمجھنے لگے، انھوں نے گھوڑے حاصل کرنے کی مہم چلا دی اور مسلمانوں کو بھی گھوڑے رکھنے کی تاکید کی، وحی کے ذریعہ ان الفاظ میں تاکید کی توثیق ہو گئی۔ مخالفوں سے لڑنے کے لئے زیادہ سے زیادہ طاقت بڑھاؤ اور گھوڑے تیار رکھو۔ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل (انفال)۔ رسول اللہؐ نے گھوڑے پالنے، چرانے اور ان کی نسل کشی کے لئے مدینہ سے باہر میلوں لمبی چوڑی ایک چراگاہ محفوظ کر لی جس کا نام نقیع تھا۔[1]

---

[1] بلاذری ص۱۵، یاقوت (معجم البلدان، مصر) ۳۱۸/۸ ہجری (معجم ما استعجم، مصر) ص۱۳۲۴، ۱۳۲۵

اُحد کے چند دن بعد میراث سے متعلق پہلا اسلامی قانون وضع ہوا۔ اُحد کا معرکہ ہجرت کے تیئسویں ماہ واقع ہوا تھا، اس وقت تک میراث سے متعلق کوئی اسلامی قانون نہیں تھا، مدینہ کے مسلمان میراث کی تقسیم جاہلی دستور کے مطابق کیا کرتے تھے، احد میں رسول اللہؐ کے ایک نقیب سعد بن ربیع خزرجی ہلاک ہوئے، ان کی دو لڑکیاں اور ایک حاملہ بیوی تھی۔ جاہلی دستور کے مطابق سعد بن ربیع کے بھائی نے ان کا سارا مال ومتاع اپنے قبضہ میں لے لیا۔ سعد کی بیوی نے رسول اللہؐ کی دعوت کی اور انھیں بتایا کہ سعد کے بھائی سارا مال ومتاع لے گئے ہیں اور سعد کے بال بچوں کے گذارہ کے لئے گھر میں کچھ باقی نہیں چھوڑا ہے، چند گھنٹے بعد وحی آئی، رسول اللہؐ نے سعد کے بھائی کو بلایا اور ان سے کہا کہ وحی کے ذریعہ میراث سے متعلق قانون بن گیا ہے، اس کی رو سے تمھیں اپنے بھائی کی میراث کا دو تہائی حصہ ان کی لڑکیوں اور آٹھواں حصہ ان کی بیوی کو دینا ہوگا۔ رسول اللہ نے سعد کی بیوی کے پیٹ والے بچہ کو میراث میں داخل نہیں کیا لیکن جب عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو انھوں نے پیٹ کے بچہ کو بھی میراث سے حصہ دلوایا[1]۔

سُلیم[2] ایک طاقتور اور جنگجو قبیلہ تھا، اس نے اسلام لانے سے انکار کر دیا تھا، اس کے اکابر رسول اللہؐ سے لڑنے کے لئے ان کے دشمنوں سے سازباز کرتے رہتے تھے، رسول اللہؐ نے دو مہیں بنو سلیم کے خلاف بھیجی تھیں لیکن وہ ان کی سرکوبی کرنے میں کامیاب نہیں ہوئیں، قبیلہ کے لیڈروں کو ہر بار خبر ہو گئی اور وہ رسول اللہ کے دستے آنے سے پہلے پہاڑوں میں جا چھپے۔ رسول اللہ چاہتے تھے کہ یا تو اس قبیلہ کی جارحانہ طاقت کا بزور شمشیر خاتمہ کر دیا جائے یا اس سے کوئی معاہدہ ہو جائے تاکہ وہ ان پر دست درازی کرنے یا ان کے دشمنوں کی مدد کرنے سے باز رہے۔ اُحد کے تین چار ماہ بعد اس قبیلہ کی چار شاخوں عل، ذکوان، عُصَیّۃ اور بنو لحیان کے کچھ نمائندے

---

[1] مغازی صـ۳۲۲، انساب الاشراف ۱/ ۳۳۸

[2] شمال مغرب مدینہ، خیبر، وادی القری، تیماء، صفۃ جزیرۃ العرب ہمدانی، لائڈن صـ۱۳۱

رسول اللہؐ سے ملے اور اپنے دشمنوں کے خلاف ان سے مدد طلب کی، رسول اللہؐ نے یہ سوچکر کہ اگر ان کی مدد کردی گئی تو اس سے ان کی تالیف قلب ہوجائے گی اور وہ احسانمند ہوکر یا تو ان کے حلیف ہوجائیں گے یا ان کے دشمنوں کی مدد سے ہاتھ اٹھالیں گے، ستر انصاریوں کا ایک دستہ ان کے ساتھ کردیا، یہ سارے انصاری نوجوان تھے، غریب اور نادار، اتنے غریب کہ جنگل سے ایندھن لاکر اور کنوؤں سے پانی ڈھوکر گذارا کرتے تھے اور جو وقت بچتا اس میں نماز پڑھتے اور قرآن تلاوت کرتے[1] مذکورہ چاروں شاخوں کے نمائندے انھیں لیکر جب اپنے علاقہ بئرمعونہ[2] پہنچے تو انھوں نے سب کو دھوکہ دیکر قتل کردیا۔ غالباً یہ قتل اس فوجی کارروائی کا انتقام تھا جو رسول اللہؐ نے ہجرت کے تیئیسویں اور چوبیسویں ماہ قبائل سُلیم کے خلاف کی تھی اور جس میں ان کے کئی سو مویشی اور متعدد چرواہے پکڑ لئے تھے۔ عربی روایت کے ایک دوسرے اسکول کی رائے ہے کہ ستر انصاریوں کا ایک دستہ بنوعامر کے ایک لیڈر عامر بن طفیل کے ایما پر سُلیم کی مذکورہ بالا شاخوں نے قتل کیا تھا، بنوعامر کچھ بنوسلیم کے پڑوسی تھے، اسلام کی دعوت دینے اور رسول اللہؐ کی نبوت کا اقرار کرانے یہ قریب چودہ جان انصاری ایک عامری رئیس ابوبراء کی فرمائش پر بھیجے گئے تھے، ان کے پہنچنے سے پہلے ابوبراء کسی ضروری کام سے اپنے وطن بئرمعونہ[3] سے کہیں باہر چلا گیا تھا اور اپنے بھتیجے عامر بن طفیل نیز دیگر لیڈروں سے کہہ گیا تھا کہ جب رسول اللہؐ کے فرستادہ آدمی آئیں تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ عامر بن طفیل کو رسول اللہؐ اور اسلام دونوں سے بغض تھا، جب ستر انصاری بئرمعونہ پہنچے تو عامر نے پہلے اپنے قبیلہ کے اکابر کو انھیں قتل کرنے کا اشارہ کیا لیکن ابوبراء کی ہدایت

---

[1] ابن سعد ۲/ ۵۲، مغازی ص ۳۴۸

[2] شمال مشرق مدینہ کا ایک نخلستان

[3] شمال مشرق مدینہ

کے پیش نظر جب وہ اس کام کے لئے تیار نہیں ہوئے تو عامر نے سُلیم کی مذکورہ چار شاخوں کے عربوں کو بلایا اور انھوں نے ایک کے سوا سارے انصاریوں کو قتل کر دیا۔ ہماری رائے میں پہلی روایت زیادہ قرین قیاس ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام کی فہائش کے لئے رسول اللہؐ کبھی اتنی بڑی تعداد میں مسلمان نہیں بھیجا کرتے تھے، اس کام کے لئے چار چھ یا دس بارہ آدمی مامور کئے جاتے تھے۔ ان ستر جوانوں کی موت کی خبر پاکر رسول اللہؐ کو اتنا غصہ آیا کہ وہ پندرہ اور بقول بعض چالیس دن تک قاتل قبیلوں کو نماز فجر کی دوسری رکعت میں بد دعا دیتے رہے۔ رسول اللہؐ کے خادم انس بن مالک کا بیان ہے کہ ان جوانوں کے متعلق قرآن میں کئی آیتیں نازل ہوئیں جو ہم پڑھا کرتے تھے لیکن بعد میں منسوخ کردی گئیں، ان میں سے صرف ایک آیت کے متن کی انس بن مالک نے تصریح کی ہے: بلّغوا قومنا أنا لقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنہ[1]۔ مدینہ میں ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے تو وہ ہم سے خوش ہوئے اور ہم ان سے۔

بئر معونہ کی مہم کے ایک ماہ بعد دوسرے یہودی قبیلہ بنو نضیر کی جلا وطنی عمل میں آئی، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا بئر معونہ کے حادثہ میں صرف ایک انصاری عمرو بن اُمیہ نامی زندہ بچے تھے، یہ مدینہ چلے آرہے تھے کہ راستہ میں انھیں قبیلۂ عامر کے دو عرب ملے جو رسول اللہؐ سے مل کر اور ان کی امان حاصل کرکے وطن جا رہے تھے، دوپہر کا وقت تھا، تینوں ایک درخت کے نیچے آرام کرنے لیٹ گئے۔ جب دونوں عامری سو گئے تو عمرو بن اُمیہ نے اس دلیل سے دونوں کو قتل کر دیا کہ وہ دونوں غیر مسلم ہیں اور ان کا تعلق ایک ایسے قبیلے سے ہے جس کے لیڈر نے ان کے ساتھیوں کو قتل کرایا تھا۔ بنو عامر کے لیڈر عامر بن طفیل کو واقعہ کی خبر ہوئی تو اس نے رسول اللہؐ کو ایک خط بھیجا کہ ہمارے دو آدمیوں کو جو تمہاری امان میں تھے ایک مسلمان نے غداری سے قتل کر دیا ہے،

---

[1] مغازی ص ۳۴۱

اس کا خون بہا ادا کر دو تا کہ ہمارے تمہارے تعلقات خراب نہ ہوں ورنہ ہم انتقامی کارروائی کریں گے۔ رسول اللہؐ نے مقتولوں کی دیت کے دو سو اونٹوں یا ان کی قیمت کے مساوی روپے کے لئے چندہ کرنا شروع کر دیا۔ بنو نضیر کا بنو عامر سے باہمی مدد کا معاہدہ تھا اور اس اعتبار سے وہ ان کے حلیف تھے، عربی دستور کے مطابق ایک حلیف دوسرے حلیف کی دیت کے لئے چندہ دیا کرتا تھا، رسول اللہؐ آٹھ مہاجر و انصار مقربوں کے ساتھ بنو نضیر کے اکابر سے ملنے گئے جو مدینہ کے باہر یہودی بستی میں رہتے تھے۔ اکابر نے رسول اللہؐ کی آؤ بھگت کی اور کہا: ابو قاسم آپ جیسا کہیں گے ہم ویسا ہی کریں گے آیئے بیٹھیے ہم آپ کی کچھ خاطر تواضع کریں۔ نفعل یا أبا القاسم ما أحببت .... اجلس حتی نطعمك[1]۔ اس کے بعد وہ الگ جا کر آپس میں مشورہ کرنے لگے، ان کے بڑے لیڈر حُیَیّ بن اخطب کی رائے تھی کہ رسول اللہؐ کو مارنے کا یہ نادر موقع ہے، اسے ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیئے تا کہ وہ خطرہ ہمیشہ کے لئے ٹل جائے جو مدینہ میں ان کی موجودگی سے یہودی مذہب اور سالمیت کو لاحق ہو گیا تھا، حُیَیّ کا خیال تھا کہ اگر رسول اللہؐ مارے گئے تو مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جائے گا، مہاجرین اپنے آبائی وطن مکہ واپس چلے جائیں گے اور اوس و خزرج سے پہلے کی طرح ان کے تعلقات خوشگوار ہو جائیں گے، ایک دوسرے لیڈر نے کہا کہ میں چھت پر جا کر محمد کے سر پر پتھر لڑھکا دوں گا، رسول اللہؐ ایک کمرہ کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے، ایک تیسرے بااثر لیڈر سَلّام بن مِشْکَم نے حُیَیّ کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ محمد کو قتل کرنا معاہدہ کے خلاف ہے اور اس کا انجام خراب ہو گا، کیونکہ ان کا جانشین کوئی ضرور بنے گا اور وہ ان کے قتل کا انتقام لے گا اور وہ یہودیوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔ ان سرگوشیوں سے رسول اللہؐ کو محسوس ہوا کہ ان کے خلاف سازش کی جا رہی ہے، وہ تیزی سے اٹھے اور چل دئے گویا کسی ضروری کام کو جا رہے ہوں، یہودی بستی سے نکل کر انہوں نے مدینہ کا رُخ کیا۔ دیر تک انتظار کر کے ان کے ساتھی بھی مدینہ چلے گئے۔ مدینہ پہنچکر رسول اللہؐ

---

[1] مغازی ص ۳۵۴

نے نضیر کے اکابر کو پیغام بھیجا کہ تم نے میرے قتل کی سازش کرکے معاہدہ توڑا ہے اس لئے دس دن کے اندر اندر شہر چھوڑ دو، اس مدت کے بعد تمہارا جو آدمی مدینہ میں نظر آئے گا اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔[1]

بنو نضیر جلا وطنی کی تیاری میں مشغول تھے کہ اوس وخزرج کے غیر مسلم، متذبذب اور نام کی مسلمان طبقوں نے انھیں شہر چھوڑنے سے روکا، عبد اللہ بن اُبی نے رسول اللہؐ کا حکم جلا وطنی غیر منصفانہ قرار دیکر نضری اکابر سے کہا کہ تم گھربار نہ چھوڑنا، اپنی گڑھیوں میں محصور ہوجاؤ، میں اپنے ہم قوموں اور دوسرے عربوں پر مشتمل تین ہزار فوج تمہاری مدد کے لئے بھیج دوں گا، وہ تمہاری حفاظت کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ بہادے گی، تمہارے ہم مذہب بنو قریظہ بھی تمہاری مدد کریں گے اور غطفان[2] کے طاقتور قبیلے جن سے تمہارا معاہدہ ہے تمہاری پشت پناہی کے لئے آجائیں گے۔ ابن اُبی نے قریظہ کے بڑے لیڈر کے پاس ایک قاصد بھیجکر اس کا عندیہ لیا تو اس نے معاہدہ توڑکر نضیر کی مدد کرنے سے انکار کردیا۔[3] حُیی بن اخطب نضری اور اس کے متعدد ہم خیال عبد اللہ بن ابی کی رائے سے متفق تھے اور گھربار چھوڑنے کے خلاف لیکن ایک دوسرے بااثر لیڈر سلام بن مشکم کا اصرار تھا کہ یا تو اسلام قبول کرکے آبرو اور عافیت کے ساتھ مدینہ میں رہا جائے یا مقررہ میعاد کے اندر شہر چھوڑدیا جائے، اسے اندیشہ تھا کہ اگر بنو نضیر رسول اللہ کے محاصرہ کے دوران جلا وطنی کے لئے تیار ہوئے تو رسول اللہؐ یا تو انھیں قتل کرادیں گے یا ان کا سارا مال و متاع ضبط کرکے جلا وطنی کی اجازت دیں گے۔ نضیر کے اکثر ارباب رائے سلام کے ہمنوا تھے کیونکہ لڑائی اور مقابلہ کا انجام انھیں برا نظر آتا تھا۔ آخرکار حُیی بن اخطب، عبد اللہ بن اُبی اور دوسرے

---

[1] مغازی ص ۳۵۵

[2] مدینہ کے شمال مشرق میں

[3] مغازی ص ۳۵۹

اوس وخزرجی مشیروں کی مرضی غالب رہی، حُیّی نے رسول اللہؐ کو کہلا بھیجا کہ میری ہم قوم اپنا وطن مالوف چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔ رسول اللہؐ ایک فوج کے ساتھ مسلح ہو کر آ گئے، تقریباً بیس دن نضیر کی بستی میں لڑائی ہوتی رہی[1]، وہ چھتوں، مورچوں، گھروں اور گڑھیوں میں لڑتے ہوئے پسپا ہوتے رہے لیکن ان کی مدد کے لئے نہ عبداللہ بن ابی کی فوج آئی، نہ غیر مسلم اوس کے دستے، بنو نضیر کے حوصلے پست کرنے کے لئے رسول اللہؐ ان کے چھوڑے ہوئے گھروں اور گڑھیوں کو برباد کرا دیتے اور ان کے نخلستانوں کے درختوں کو جلوا اور کٹوا دیتے[2]، یہ دیکھ کر نضری اکابر چلا چلا کر رسول اللہؐ کو طعنے دیتے: ایک طرف مصلح ہونے کا دعویٰ اور دوسری طرف یہ تخریبی کارروائی! کیا تمہارا خدا تمھیں فساد فی الارض کا حکم دیتا ہے؟ مسلح مدد سے محرومی اور اپنے گھروں اور نخلستانوں کی تباہی سے بنو نضیر کا دل ٹوٹ گیا، ان کے اکابر نے رسول اللہؐ کو پیغام بھیجا کہ ہماری جان، مال اور بچوں کو امان دی جائے تو ہم وطن چھوڑنے کو تیار ہیں۔ رسول اللہؐ نے اوس وخزرج کے غیر مسلم، متذبذب اور نمائشی مسلمانوں کی تالیف قلب کی خاطر نضیر کے بالغوں کی جان بخش دی اور ان کے بال بچوں کو غلام بنانے پر اصرار نہیں کیا، انھوں نے ہتیاروں کے علاوہ ہر قسم کا سامان لے جانے کی بھی اجازت دے دی لیکن منقولہ سامان کی مقدار اور باربرداری کے اونٹوں کی تعداد کم کرنے کے لئے یہ شرط لگا دی کہ ایک اونٹ پر تین آدمیوں سے کم نہیں سوار ہوں گے[3]۔ ایک قول یہ ہے کہ بنو نضیر کو ہتیاروں کی طرح سونا چاندی اور ہر قسم کا قیمتی سامان سوائے پرانی اور گھٹیا گھریلو چیزوں کے چھوڑنا پڑا جیسے توا، چکّی، پتیلی، کنڈی، چوکھٹ، کواڑ۔ یعقوبی[4]۔ رسول اللہؐ کی بنو نضیر سے صلح کی شرط یہ تھی کہ وہ اپنا وطن چھوڑ دیں گے، انھیں

---

[1] مدینہ کے شمال اور مشرق میں

[2] ابن ہشام ص ۶۵۳، طبری ۳/۳۷، ابن سعد ۲/۵۸، بلاذری ص ۲۵

[3] مغازی ص ۳۶۱، طبری ۳/۳۸

[4] جلد ۲ صفحہ ۴۰

اس قسم کا گھٹیا پرانا گھریلو سامان لے جانے کا حق ہوگا جو اونٹ پر جا سکے لیکن چاندی سونا اور ہتیار لے جانے کی اجازت نہیں ہوگی۔ فصالحھم علی ان یخرجوا من بلادھم ولھم ما حملت الابل من حرثی متاعھم، لا یخرجون معھم بذھب ولا فضۃ ولا سلاح۔

بنو نضیر چھ سو اونٹوں پر سوار ہو کر شام روانہ ہو گئے، ان کے چند سب سے زیادہ مالدار اور بارسوخ خاندان جو رسول اللہؐ کی مخالفت میں بھی پیش پیش تھے، حیی بن اخطب، سلام بن ابی حقیق اور کنانہ بن ربیع بن ابی حقیق کی قیادت میں، رسول اللہؐ سے انتقام لینے کے لئے، حجاز کی سب سے بڑی یہودی بستی خیبر میں ٹھہر گئے، باقی یہودی اپنے آبائی وطن شام جاکر اَذرعات اور اَریحا میں بس گئے۔

بنو نضیر کا پیشہ زراعت اور باغبانی تھا، انھوں نے منقولہ سامان، مکانات اور گڑھیوں کے علاوہ بہت سے زراعتی فارم اور نخلستان چھوڑے تھے، ان سب پر رسول اللہؐ کا قبضہ ہو گیا۔ ہر چند کہ بیس دن تک لڑائی ہوتی رہی تھی، ان کے املاک کی تقسیم مالِ غنیمت والی قرآنی آیت کے مطابق نہیں ہوئی جس کی رو سے غنیمت کے پانچ حصوں میں سے چار فوج میں بانٹنا لازم تھا رسول اللہؐ کے ساتھیوں نے ان کی توجہ اس آیت کی طرف مبذول کی تو انھوں نے کہا کہ خدا نے چند عرب بستیاں میرے لئے خالصہ کرنے کا وعدہ کر لیا ہے[1] اور بنو نضیر کی بستی ان میں سے ایک ہے، اس موقع پر رسول اللہؐ کے قول کی توثیق کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهٖ مِنْ أَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبٰى فَرِيضَةً۔ خدا اپنے رسول کو اہل قریٰ کے جو املاک بطور غنیمت عطا کرے گا ان کے مالکانہ حقوق لازمی طور پر خدا، رسول اور ان کے ہاشمی و مطلبی رشتہ داروں کو حاصل ہوں گے۔

بنو نضیر کے مال و متاع زمینوں اور نخلستانوں سے رسول اللہؐ اور ان کے ہاشمی و مطلبی اقارب کی مالی حالت بہت بہتر ہو گئی، رسول اللہ نے بہت سا سامان، مکان، زمینیں، گڑھیاں اپنے

---

[1] مغازی ص ۳۷۷

اقارب میں بانٹ دیں اور بہت سے فارم اور نخلستان اپنے قبضہ میں رکھے، فارموں اور نخلستانوں سے انھیں بڑی مقدار میں غلہ اور کھجور ملنے لگی، اس کا ایک حصہ ان کے متعلقین اور بیویوں کے سال بھر کے خرچ کے لئے الگ کر دیا جاتا، باقی فروخت ہو جاتا اور اس کی قیمت سے ہتیار، دوسرا جنگی سامان اور گھوڑے خرید لیے جاتے۔ بلاذری[1] ـــــ نضیر کی دولت رسول اللہ کے لئے خالصہ تھی، ان کے نخلستانوں میں رسول اللہ صلعم زراعت کراتے تھے، غلہ اور کھجور کا کچھ حصہ اپنے متعلقین اور بیویوں کو سال بھر کے خرچ کے لئے دیدیتے باقی گھوڑے اور ہتیار خریدنے پر صرف کرتے تھے۔ فکانت أموالُ بنی النضیر خالصة لرسول الله وکان یزرع تحت النخل فی أرضهم فیُدخل من ذٰلك قُوتَ اهله وأزواجه سنةً وما فضل جعله فی الکراع والسِّلاح[2]۔ بنو نضیر کی زمینوں سے رسول اللہ صلعم نے مرد وانصار[3] کو جائدادیں دیں، ان کے علاوہ جن غیر ہاشمی ومطلبی اقارب کو مزروعہ اراضی اور نخلستان عطا کیے ان میں سے ان چند ممتاز ناموں کا قدیم ماخذوں میں ذکر ہے: ابوبکر صدیق (خسر) بئر حجر (نخلستان)، عمر فاروق (خسر) بئر جرم (نخلستان)، عبدالرحمٰن بن عوف (ہمزلف) سوالہ (نخلستان)، زبیر بن عوام (پھوپی زاد بھائی) والوسلمہ (بن عبداللہ) بُویرہ (نخلستان) صہیب بن سنان رومی، ضراطہ (نخلستان)[4]۔

(باقی)

---

[1] فتوح البلدان ص ۲۴

[2] ابن سعد ۲/۵۸، بلاذری ص ۲۴

فہرست کتب اور ادارہ کے قواعد وضوابط

مُفت طلب فرمائیے

مینجر ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶